سوال

مال تجارت میں زکوٰۃ۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے، یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے، بدلیل اس آیت کے:
{ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ... الایة}
واضح ہو کہ کسب میں دستکاری اور بیع و شریٰ داخل ہے، بدلیل روایت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے رافع بن خدیج سے:
((قَالَ قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَیُّ الۡکسب اَطیبُ قال عملُ الرجل بیدہٖ وکل بیع مبرور)) (رواہ احمد کذا فی المشکوٰة)
بنا بریں اس کے امام بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہے، زکوٰۃ کسب اور تجارت میں یعنی ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یعنی جو مال کسب و دستکاری اور بیع و شریٰ سے بقدر نصاب کے حاصل ہو، اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی، اس لیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسب مطلق میں کسب تجارت کو شامل کیا، اور یہ آیت {اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبۡتُمۡ} سے فرضیت زکوٰۃ اظہر من الشمس ہے، اجماعاً تو مکسوبہ تجارت میں بھی زکوٰۃ بلاشبہ واجب ہوگی، اسی واسطے اس پر بھی اجماع منعقد ہوا، منکر اور مخالف اس کا مذاق قرآن مجید اور محاورۂ لسان عرب سے محفوظ ماہر نہ ہوا، ((اَللّٰھُمَّ اَغۡفِرۡلَہٗ وارحمہ))

باب صدقة الکسب والتجارة:

لقول اللہ تعالیٰ:
{یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡہُ تُنۡفِقُوۡنَ وَ لَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡہِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡہِ ؕ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ انتہی} (البقرة: ۲۶۷)
((ظاہر الآیة یدل علیٰ وجوب الزکوٰة فی کل یکتسبہ الانسان وفید خل فیہ زکوٰة التجارة وزکوٰة الذہب والفضة وزکوٰة النعم لان ذالک مما یوصف بانہ مکتب کذا فی التفسیر لکبیر وہذہ الآیة سند الاجماع وحجة للجمہور علی داوٗد حیث قال لایجب الزکوٰة الافی الانعام وعند الجمہور یجب فی العروض والعقار ایضاً اذا کان للتجارة وانما شرطوا نیة التجارة لان النمو شرط لوجوب الزکوٰة بالاجماع ولا نمو فی العرض الابنیة التجارة وعن ابن عمر لیس فی العروض زکوٰة الا ما کان للتجارة رواہ الدار قطنی... ومما یدل علیٰ وجوب الزکوٰة فی العروض ماروی عن حماسٍ قال مررت علی عمر بن خطاب ولعی عنقی اومتة احملہا فقال الاتوذی زکوٰہت ک یا حماس فقال مالی غیر ہذا واُہبتہ فی القرظ قال تلک مال ضعہا فقضعتہا بین یدیہ فحسبہا قد وجبت الزکوٰة فیہا فاخذ منہا الزکوٰة رواہ الشافعی واحمد

وابن ابی شیبۃ وعبدالرزاق وسعید بن منصور والدارقطنی ص ج، انتہی مافی التفسیر المظہری للقاضی ثناء اللہ الپانی پتی))

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی والد ماجد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں:

((الشافعی عن ابن عمرو ابن حماس ان اباہ قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عنقی ادمۃ احملہا فقال عمر الاتودی زکوٰتک یا حماس فقلت یا امیر المؤمنین مالی غیر ہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی القرظ قال ذلک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قدوجبت فیہا الزکوٰۃ فاخذ منہا الزکوٰۃ انتہی مافی ازالۃ الخفاء))

یہ روایت حضرت عمر کی اگرچہ لفظاً موقوف ہے، مگر باعتبار حکم کے مرفوع ہے کیونکہ جس امر میں رائے کو دخل نہیں اس وک صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا، جب تک حضرت رسول مقبول ﷺ سے نہ سنا ہو، جیساکہ اہل حدیث اور فقہ پر مخفی نہیں، اور اس آیت کریمہ {وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ} سے بھی مال تجارت میں فرضیت زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے، کیونکہ فی اموالہم میں تجارت بلاریب شامل ہے، بدلیل اس آیت کے {لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً ای اِلَّا اَن تَکُوْنَ الاموال اموال تجارۃ صاورۃ عن تراضٍ منکم} چنانچہ تفسیروں میں مذکور ہے، لہٰذا تفسیر عزیزی میں پہلی آیت کا اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے، {وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ} یعنی وکسانیکہ درجمیع انواع مالہائے ایشان از نقد ومحصول زراعت ومال تجارت وبردہ حق معلوم یعنی حصّے است مقرر کردہ شدہ ومعین نمودہ کہ آن زکوٰۃ است وصدقۃ فطرا نتہیٰ مختصراً

اورماہرین شریعت پر واضح ہے کہ صلوٰۃ حق بدن ہے اور زکوٰہ حق مال ہے، اور مال تجارت جنس اموال میں بلاریب شامل ہے، اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا جیساکہ صحاح ستہ سے معلوم ہوتا ہے، اور اکتساب تین وجہ سے حاصل ہوتا ہے، یا مواشی سائمہ (۱) یا زراعت یا تجارت سے لہٰذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ بالغہ میں فرماتے ہیں:

(۱) وہ جانور جو باہر جنگل میں چرتے ہیں۔ ۱۲

((الاموال النامیۃ ثلثۃ اصناف الماشیۃ المتناسلۃ السائمۃ والزروع والتجارۃ ولما کان دوران تجارۃ من البلدہ ان النائیۃ وحصاد الزروع وجنی الثمرات فی کل سنۃ وہی مدۃ صالحۃ لمثل ہذہ التقدیرات انتہیٰ کلامہ))

اور سابق معلوم ہوچکا کہ بیع کسب میں داخل ہے بدلیل روایت امام احمد کے رافع بن خدیج سے اور بیع عبارت ہے دوران مال تجارت سے تو نصف قرآن سے زکوٰۃ مال تجارت میں بھی فرض ہوئی، کیونکہ صیغہ {انفقوا} کا آیت {انفقو من طیبات ما کسبتم} میں واسطے وجوب فرضی کے ہے علی الاطلاق تو فرضیت زکوٰۃ مال تجارت میں قرآن مجید میں ثابت ہوئی حدیث ابوداؤد کی جو بدربارۂ زکوٰۃ مال تجارت کے وادہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

((عن سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ ﷺ یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعدہ للبیع)) (رواہ ابوداود، وانسادہ لین کذافی بلوغ المرام)

سویہ حدیث دلیل مستقل فرضیت زکوٰۃ مال تجارت پر نہیں ہے، بلکہ وہ دلالت کرتی ہے، نص آیت {انفقو من طیبات ما کسبتم} اور سند اجماع پر اور یہ حدیث سند اجماع کے لیے کافی ہے، اگرچہ سند اس کی لین وضعیف ہے، اور فی نفسہٖ قوی نہیں کہ موجب اسکات ہو، البتہ اجاع سے اس میں قوت آگئی ہے، چنانچہ تفصیل اور تشریح اس کی بحث اجماع میں مذکور ہے، ((کما لا یخفیٰ علی الماہر باقوال العلماء من المتقدمین والمتاخرین واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب))

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 7 ص 64-66

محدث فتویٰ